مجالسِ فقیر

دوم

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

دارُالکِتاب دِیُوبند

تفصیلات

نام کتاب	:	مجالس فقیر
جلد	:	دوم
ازافادات	:	حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ
مرتب	:	حضرت مولانا پروفیسر محمد اسلم نقشبندی
تعداد صفحات	:	۲۷۲
طباعت	:	یاسر ندیم آفسیٹ پریس دیوبند
باہتمام	:	واصف حسین مالک دارالکتاب دیوبند
ناشر	:	دارالکتاب دیوبند
قیمت	:	

فہرست

مجالس نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	عرض مرتب	
1	وقت کی اہمیت	11
2	اتباع سنت	16
3	بدعت کی نحوستیں	24
4	دل کے امراض	34
5	اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کریں	43
6	مریدوں کی اصلاح	51
7	زندگی کی قدر کیجئے	56
8	حقوق العباد	64
9	علم وعمل	73
10	صحابہ کرامؓ کی سادہ زندگی	81
11	قبولیت دعا کے طریقے	83
12	اخلاص	88
13	مساجد کی اہمیت	95
14	ایمان کی حفاظت	98
15	مصروفیات کے بہانے	106
16	ماہ رمضان کی برکات	113
17	دعا مانگنے کا مقصد	116
18	دین اور دنیا کو برابر سمجھنا	121
19	دولت اور ہوس	126
20	اللہ کی رحمت	131
21	دعا کے اوقات ومقامات	134
22	معمولات کی پابندی	137

فہرست

مجالس نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
23	طہارت وپاکیزگی کی اہمیت	147
24	ذکر کے فوائد وثمرات	150
25	کامل شیخ کی برکات	163
26	شیخ کے حقوق	169
27	ایمان کا کمال	174
28	علم اور استاد کی اہمیت	180
29	طالبات کے لئے خصوصی ہدایات،	190
30	وہ دل وہ آرزو باقی نہیں ہے	212
31	کامیاب زندگی کے گر	217
32	تبلیغی سفر کے واقعات	224
33	خلافت کی ذمہ داری	228
34	اللہ کی یاد میں سکون ہے	230
35	ہر گزرنے والا لمحہ ہمیں موت سے قریب تر کر رہا ہے	234
36	قرآن کی نسبت	238
37	بچپن کی تربیت کے آئندہ زندگی پر اثرات	243
38	ظاہر وباطن کا شرک	248
39	دنیا دل لگانے کی جگہ نہیں ہے	252
40	معمولات اور رابطہ	255
41	انسان نہ مختار کل نہ مجبور محض	258
42	مقصد اور ضرورت میں فرق	261
43	ہر بات میں نیکی کا پہلو تلاش کرنا	266

عرض ناشر

ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"میرا بندہ نوافل سے میرے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ میں اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ کام کرتا ہے۔ میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے"

اس حدیث مبارکہ کے مطابق جو مقربین بارگاہ الٰہی ہوتے ہیں ان کا بولنا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ وہ جب وعظ و نصیحت فرماتے ہیں تو عرفان الٰہی کا نشہ ان کے کلام کو "معارف" بنا دیتا ہے۔ وہ لوگوں کے حسب حال گفتگو فرماتے ہیں۔ یہ بھی ان کی زبان کی کرامت ہوتی ہے کہ ان کی سادہ باتیں بھی سننے والوں کے دلوں کو موم کرتی چلی جاتی ہیں۔ وہی باتیں جنہیں عام اصلاحی کتابوں میں بھی پڑھ اور سن لیتے ہیں لیکن اتنا متاثر نہیں کرتیں، جب ان کی زبان فیض ترجمان سے نکلتی ہیں تو دل کی دنیا میں انقلاب بپا کر دیتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت مولانا پروفیسر محمد اسلم نقشبندی صاحب مدظلہ کو کہ انہوں نے ہمارے شیخ، ولی کامل حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

دامت برکاتہم العالی کی زبان شیریں کلام سے مختلف مجالس میں نکلے ہوئے الفاظ کو صفحہ قرطاس پر منتقل کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ یوں حضرت دامت برکاتہم کے علم و حکمت سے بھرپور ملفوظات مبارکہ کا ایسا نادر ذخیرہ میسر آرہا ہے کہ جس کو پڑھتے ہی بندہ اپنے آپ کو گویا حضرت کی محفل میں پاتا ہے۔ اور قاری ان کے فیضان نسبت کے زیر اثر اپنے ان گم گشتہ ارادوں کو از سر نو تازہ کرنا شروع کر دیتا ہے جن کو اس نے کسی وقت ان کی محفل میں بیٹھ کر، ان کی باتیں سن کر توبہ اور عمل کی نیت سے باندھا تھا۔

بنا کر حلقہ یاراں ان کی محفل میں
ہم اپنے درد دل کی دوا لیتے ہیں

حضرت کی باتیں سبحان اللہ، ایسے موقع پر ہوتی ہیں، ایسے انداز میں ہوتی ہیں اور اتنے خلوص دل سے ہوتی ہیں۔ کہ سننے والے کو تڑپا کر رکھ دیتی ہیں اور ہر سامع بے اختیار اپنے طرز زندگی اور اخلاق کو شریعت و سنت کے ترازو میں تولنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

چونکہ یہ ملفوظات متوسلین و سالکین کے ساتھ ساتھ عوام الناس کے لئے بھی یکساں مفید ہیں۔ اس لئے ادارے نے پروفیسر صاحب کی اس کاوش کو استفادہ عام کے لئے شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ جل شانہ اشاعت کے اس کام کو قبول فرما کر آخرت میں ہماری نجات کا ذریعہ بنائے۔ (آمین ثم آمین)

ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی

خادم مکتبۃ الفقیر

عرض مرتب

یہ بندۂ ناچیز پر تقصیر 1991ء میں حضرت جی دامت برکاتہم سے بیعت ہوا اور اسی دن سے حضرت جی کے ملفوظات قلم بند کرنے شروع کر دیئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مجھے حضرت جی کی باتیں بہت متاثر کرتی تھیں۔ اس عاجز نے سوچا کہ یہ باتیں تو ہوا میں بکھرتی جائیں گی ان کو اپنے فائدے کے لئے محفوظ رکھنا چاہیے۔ بقول حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے کہ علم کو لکھ کر قید کر لو۔ الحمد للہ اس وقت سے اب تک حضرت شیخ کی مجالس کو لکھتا رہا ہوں اور آئندہ کے لئے بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ لکھنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

ہمارے اسلامی ادب کی یہ روایات چلی آ رہی ہیں کہ ہمیشہ مریدین اپنے بزرگوں کے ملفوظات کو جمع کرتے رہے ہیں۔ بزرگان دین کے ملفوظات میں بڑی تاثیر ہوتی ہے کیونکہ بزرگوں کی باتیں دل سے نکلی ہوئی ہوتی ہیں۔

؎ دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ والوں کے الفاظ میں اتنی تاثیر کیوں ہوتی ہے؟ اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں سرشار ہوتے ہیں اور پھر ایسے خلوص اور اصلاح کی نیت سے نکلے ہوئے کلمات میں اللہ تعالیٰ بلا کی تاثیر پیدا کر

دیتے ہیں۔ اللہ والوں کی باتیں اس لئے بھی پر تاثیر ہوتی ہیں کہ وہ دردو سوز سے بات کرتے ہیں۔

سخن میں سوز الٰہی کہاں سے آتا ہے
یہ چیز وہ ہے کہ پتھر کو بھی گداز کرے

الحمد للہ ہم نے 24 صفحات پر مشتمل ایک قسط ملفوظات کی چھپوائی تھی جسے لوگوں نے بہت پسند کیا حتیٰ کہ اس کے ختم ہونے پر بھی لوگوں نے بار بار تقاضا کیا۔ یہی ملفوظات ہم نے امریکی پیر بھائیوں کے لئے امریکہ بھیجے تھے جو کہ وہاں بہت پسند کئے گئے۔ ہماری ایک قریبی بچی عالمہ ہے اس نے کہا کہ ملفوظات بہت اہم ہیں اور میں ان کو کوئی پچیس دفعہ پڑھ چکی ہوں۔ کسی کی رائے تھی کہ ان کے پڑھنے سے سیری نہیں ہوتی، کسی نے کہا کہ بہت دلچسپ ہیں اور بھی بہت سے دوستوں کی آراء ہیں، صفحات کی کمی کی وجہ سے وہ نہیں لکھی جارہیں۔ قارئین کرام سے گزارش ہے اگر باعمل زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو ملفوظات کا بار بار مطالعہ کیجئے۔ اس عاجز کا ذاتی تجربہ ہے کہ اس سے عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، انسان کی اصلاح ہوتی ہے، دین کے علم میں اضافہ ہوتا ہے، اللہ والوں سے محبت پیدا ہوتی ہے، حضور ﷺ سے عشق پیدا ہوتا ہے اور آخر کار اللہ تعالیٰ کی محبت قلب و قالب میں سرایت کر جاتی ہے۔

حضرت جی دامت برکاتہم حیات حبیب کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ آج کے پرفتن اور پرآشوب دور میں ہر فرد کسی نہ کسی درجہ میں باطنی امراض میں گرفتار ہے۔ بنا بریں دینی ذوق شوق میں فقدان کے باعث اہل اللہ کے حالات زندگی پڑھنے کے لئے عدیم الفرصتی کا بہانہ بھی عام ہے۔ سید الطائفہ حضرت جنید

بغدادیؒ سے پوچھا گیا کہ فتنے اور ظلمت کے دور میں ایمان کی حفاظت کے لئے کونسا نسخہ اکسیر ہے؟ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اولیاء اللہ کے احوال و اقوال پڑھتے رہنا۔ یہ اللہ کے لشکروں میں سے لشکر ہیں۔ ہر دور اور ہر زمانے میں پڑھنے والوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ **وما یعلم جنود ربک الا ھو** (اور نہیں جانتا تیرے رب کے لشکروں کو مگر تیرا رب) لوگوں نے حضرت ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اولیاء اللہ کے حالات سننے کے بعد ان پر عمل پیرا نہ ہو تو کیا صرف حالات سن لینے سے اس کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا، اس میں بھی دو فائدے ہیں۔ اول فائدہ تو یہ ہے کہ کسی بندے میں اگر حقیقی طلب ہوگی تو اس کی طلب و ہمت میں مزید اضافہ ہو جائے گا اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ مغرور بندے کے غرور میں کمی پیدا ہوگی اور اگر وہ بد باطن نہیں ہے تو بذات خود اولیاء کرام کے حالات کا مطالعہ کرے گا۔

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ سے سوال کیا گیا کہ جس وقت دنیا میں اولیاء کرام کا وجود نہیں ہوگا اس وقت ہمیں کیا کرنا چاہئے جس کے ذریعے سے ہم لغویات و فضولیات سے دور رہ سکیں؟ آپ نے جواب دیا کہ اولیاء کرام کے حالات کا ایک جزو روزانہ پڑھ لیا کرنا۔ ان فوائد کے پیش نظر یہ ملفوظات ''مجالس فقیر'' کے نام سے جمع کئے گئے ہیں تاکہ قارئین کے لئے شمع ہدایت ثابت ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ ان ملفوظات کو آخرت میں ہماری بخشش کا ذریعہ بنائے اور ہمارے حضرت جی دامت برکاتہم کو اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج عطا فرمائے۔ آمین

آخر پر التماس ہے کہ تمام قارئین کرام جو حضرت جی سے باتیں سنتے رہے

ہیں وہ ان کے پاس امانت ہیں۔ انہیں لکھ کر اس عاجز کے پاس بھیج دیں انشاء اللہ کسی مناسب موقع پر شائع کر دی جائیں گی۔ تاہم خواتین کا جنہوں نے جس طرح بھی اس کتاب کی تیاری میں حصہ لیا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے پاس سے خاص فضل وکرم عطا فرمائے۔ قارئین کرام اگر کہیں فروگزاشت دیکھیں تو مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ اس نے راقم الحروف جیسے کمزور انسان کو حضرت جی دامت برکاتہم کے ملفوظات جمع کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اب اللہ تعالیٰ ہی سے عاجزانہ التجا ہے کہ وہ راقم الحروف کو صحیح طریقے سے شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس عاجز کی زندگی تو سراسر شرمندگی ہے ہاں وہ لمحات جو راقم الحروف نے اپنے شیخ کی صحبت میں گزارے ہیں وہ حقیقی زندگی ہے۔

میری زیست کا حال کیا پوچھتے ہو
بڑھاپا نہ بچپن نہ میری جوانی
جو چند ساعتیں "صحبت" دلبر میں گزریں
وہی ساعتیں ہیں میری زندگانی

عاجز وناچیز فقیر محمد اسلم نقشبندی مجددی
محبوب سٹریٹ، ڈھوک مستقیم روڈ۔ جامعۃ الصالحات
پیرودھائی موڑ، پشاور روڈ، راولپنڈی

مجلس 1

وقت کی اہمیت

دنیا فانی ہے:

سورۃ العصر کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ ہمارے مشائخ نقشبندیہ کا یہ معمول ہے کہ کسی طویل سفر پر جانا ہو تو احباب کو سورۃ والعصر کی صورت میں نصیحت کرتے ہیں اس لئے خاص طور پر یہ سورۃ پڑھی گئی۔ اس کے بعد بڑے ہی دردانگیز لہجے میں فرمایا:

غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو
جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے
غنیمت سمجھ زندگی کی بہار
آنا نہ ہوگا یہاں بار بار

ارشاد فرمایا، جس چیز پر بھی نگاہ ڈالیں تو سوچا کریں کہ ایک دن اسے مجھ سے جدا کر دیا جائے گا۔ اس ضمن میں یہ حکایت بیان فرمائی۔ ایک بادشاہ نے محل بنوایا، جب تیار ہو چکا تو کہا سب لوگوں کو بلا کر دکھاؤ تاکہ دوست خوش ہوں

اور دشمن حسد کی آگ میں جلیں۔ ادھر ایک اللہ والے بھی آ نکلے، بادشاہ نے کہا، کوئی ہے جو اس میں عیب نکالے۔ سب نے کہا کوئی عیب نہیں ہے۔ وہ اللہ والے بولے، دو عیب اس میں رہ گئے ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا، وہ کون سے ہیں؟ فرمایا، پہلا عیب یہ ہے کہ یہ محل ہمیشہ نہیں رہے گا، دوسرا عیب یہ ہے کہ تو بھی ہمیشہ اس میں نہیں رہے گا۔

جو آیا ہے اسے جانا ہے:

ارشاد فرمایا، ہر انسان کو ایک نہ ایک دن اس دنیا سے ضرور جانا ہے۔ عقلمند وہ ہیں جو وہاں تیاری کر کے جائیں۔ انسان کے تصور میں بھی نہیں ہوتا اور ایک دم اسے موت دبوچ لیتی ہے۔ انسان کو موقع نہیں دیتی کہ وہ سوچے سمجھے اور غور کرے۔ غور کرنے کے لئے یہی زندگی کے چند لمحات ہیں۔ ان سے فائدہ نہ اٹھایا اور غفلت میں زندگی گزار دی تو پھر سوائے افسوس اور پچھتاوے کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ ایک پل میں کیا سے کیا ہو جاتا ہے۔ بیوی نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوتا کہ وہ اپنی زندگی میں خاوند کی آنکھوں پر انگوٹھے رکھے گی تاکہ انہیں موت کے بعد اچھی طرح سے بند کر سکے۔ یہ موت کے واقعات ہمارے لئے عبرت کا تازیانہ ہیں۔ آج وہ وقت آ پہنچا ہے کہ ہم پوری کی پوری کوشش دنیا کے لئے صرف کر دیتے ہیں، اس دنیا سے تو بالآخر ہم نے رخصت ہونا ہے۔ اس دنیا میں بڑے بڑے متکبر آئے وہ بھی چلے گئے۔ نہ قارون رہا، نہ فرعون رہا، نہ شداد رہا، نہ افلاطون رہا، نہ جالینوس رہا، دنیا نے ہر ایک سے بے وفائی کی۔ بڑے بڑے پہلوان آئے اور موت نے انہیں قبروں میں گاڑ دیا۔

؎ ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

موت کے لئے فکر مند ہونا:

ارشاد فرمایا، کتنے لوگ ہیں جو یہ کہتے اور سمجھتے ہیں کہ گھر دفتر، دکان کا کام ہمارے بغیر نہیں چل سکتا۔ لیکن لے جانے والے فرشتے لے جاتے ہیں۔ کیا ان کے بعد دنیا کا کام رک جاتا ہے؟ ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ تعجب ہے مجھے اس شخص پر جسے یقین ہے کہ مرنا ہے اور پھر بھی ہنستا ہے۔ ارشاد فرمایا، حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ پر موت کا اتنا غم طاری رہتا تھا کہ چل کر آتے تو یوں معلوم ہوتا گویا والد کو دفن کر کے آ رہے ہیں، اگر بیٹھتے تو ایسے لگتا کہ گویا کوئی مجرم ہے جس کی پھانسی کے احکام جاری ہو چکے ہیں۔ جو آدمی موت کی تیاری سے غافل رہا اسے بھی جانا ہے اس لئے تیاری کر لینی چاہئے۔ ہمیں باہر ملک جانا ہو تو کاموں کو سمیٹتے ہوئے ایک ہفتہ لگ جاتا ہے۔ تو جب کھڑے کھڑے دنیا سے جانے کا پروانہ ملے گا تو پھر کاموں کو کیسے سمیٹیں گے۔ سلف صالحین ہمیشہ موت کے لئے فکر مند رہتے تھے۔ وہ دن بھر اتنی عبادت کرتے تھے کہ رات کو سونے کے لئے بستر کی طرف جاتے ہوئے ایسے چلا کرتے تھے کہ جیسے کوئی تھکا ہوا اونٹ چلتا ہے۔

جنت میں جنتی کی حسرت:

ارشاد فرمایا، ہم اپنے ضمیر کو مطمئن کر لیتے ہیں کہ ہمیں فلاں مصروفیت ہے فلاں کام ہے۔ آخر مراقبہ بھی تو کام ہی ہے۔ اس کو کام کیوں نہیں سمجھتے۔ حقیقت یہی ہے کہ انسان جس عمل کو بہت اہم سمجھتا ہے پہلے اسے کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ذکر اور مراقبے کو بھی آخرت کے کاموں میں اہمیت دینی چاہئے۔ جنت میں بھی ایک بات جنتی کو غمزدہ کر دے گی۔ زندگی کے وہ لمحات جو ذکر کے بغیر

گزر گئے، غفلت کا شکار ہو گئے اسے حسرت ہو گی کہ کاش وہ وقت بھی ذکر میں گزر جاتا۔ ہمیں حقیقی مزہ تب آئے گا جب گرم کھانے سے زیادہ درود شریف پڑھنے کی لذت نصیب ہو گی اور سب کاموں پر اسے ترجیح دینے لگ جائیں گے۔ اس وقت حضرت صاحب نے بڑے درد سے یہ دعائیہ کلمات فرمائے، اے اللہ! ہم پر رحم فرما دے۔ ہمیں آقا ﷺ کی غلامی نصیب فرما۔

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روز محشر عذرہائے من پذیر
گر تو می بینی حسابم ناگزیر
از نگاہ مصطفیٰ پنہاں بگیر

آج سے فائدہ اٹھالیں:

ارشاد فرمایا، آج تو مجالس قائم ہیں ایک وقت آئے گا کہ بولنے والا بھی نہیں رہے گا۔ (حضرت جی نے اپنی طرف اشارہ کر کے یہ جملے ارشاد فرمائے جس سے سامعین پر بہت اثر ہوا)۔ اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ آج فائدہ اٹھالیں اور چھوٹے چھوٹے حیلے بہانوں سے ان مجالس سے محروم نہیں رہنا چاہئے۔ ایسی عادت اپنانی چاہئے کہ کھانا پینا چھوڑنا پڑے تو چھوڑ سکیں مگر ذکر مراقبہ، درود، تلاوت، استغفار کبھی نہ چھوڑیں۔ معمولات کو اہمیت دیں گے تو ان کی پابندی نصیب ہو گی۔ ارشاد فرمایا، کسی عارف کا قول ہے کہ جس نے اپنے والد کا جنازہ اٹھایا ہو اور پھر بھی اسے عبرت حاصل نہ ہوئی تو اس کا دل سخت ہو چکا ہے۔ بعض اہل اللہ ایسے ہوں گے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو دیکھ کر مسکرائیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر

مسکرائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے خاص بندوں میں شامل فرمائے۔

یہ کراچی کے دورہ کی آخری مجلس تھی دوستوں کا عجیب حال تھا۔ جدائی کا غم اور صحبت کے فیض سے محرومی کا قلق بھی تھا۔ گویا اس شعر کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔

وہ چند ساعتیں جو ''صحبت،، دلبر میں گزریں
وہی ساعتیں ہیں میری زندگانی

حضرت جی نے آخر میں سورۃ والعصر پڑھی اور غمزدہ دل کے ساتھ دلوں کو غمزدہ کرتے ہوئے مجلس کو اختتام پذیر کیا۔

مجلس 2

اتباع سنت

عاجزی وانکساری:

ارشاد فرمایا، حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ جب موسیٰ زئی تشریف لے جاتے تو ڈھائی سو کلومیٹر کا سفر پیدل طے کرتے۔ وہاں جا کر رات کو پیر بھائیوں میں نہ سوتے کہ کہیں میری ریح کے اخراج سے انہیں تکلیف نہ ہو۔ جو بستر وغیرہ بھی ملتا وہ انہیں دے دیتے جب مجلس میں بیٹھتے تو جوتوں میں ہی بیٹھ جاتے اور یہ سمجھتے کہ میرے پیر بھائی اصحاب کہف کی طرح ہیں اور میں ان کے کتے کی طرح ہوں۔ جس طرح اصحاب کہف کے کتے کو اصحاب کہف کے صدقے جنت میں داخل کر دیں گے اسی طرح مجھے بھی ان پیر بھائیوں کے صدقے بخش دیا جائے گا۔ سبحان اللہ عاجزی ہو تو ایسی ہو۔

عاجزی مقرب الٰہی ہونے کی نشانی ہے:

ارشاد فرمایا، اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ میں بادشاہ بن گیا ہوں تو کیا بالفعل وہ بادشاہ بن جائے گا؟ ہرگز نہیں اسی طرح اگر خواب میں کسی ولی کو دیکھ

لیا تو لوگ عمل چھوڑ بیٹھتے ہیں اور پیر بھائی کو حقیر سمجھنے لگتے ہیں، دماغ آسمان پر چڑھ جاتا ہے۔ حالانکہ ولی جتنا زیادہ مقرب الٰہی بنتا جائے گا اتنا زیادہ عاجز بنتا جائے گا۔ عاجزی وانکساری مقرب الٰہی ہونے کی نشانی ہے۔

خلافت ایک انتظامی معاملہ ہے:

ارشاد فرمایا، شیخ کے پاس بیٹھ کر ذکر اور وقوف قلبی وغیرہ کچھ نہ کرے بلکہ رابطہ قلبی رکھے۔ سایہء پیر بہتر از ذکر حق۔ یعنی پیر کا سایہ ذکر سے بہتر ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیر عالم علوی اور سفلی دونوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے اس سے اخذ فیض آسان ہو جاتا ہے۔ حضرت پیر غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جو آدمی اس لئے اسباق کرے کہ مجھے خلافت مل جائے تو وہ شرک طریقت کا مرتکب ہو رہا ہے۔ حضرت جی نے ارشاد فرمایا، نسبت کی تمنا اور دعا تو کر سکتا ہے۔ مگر خلافت کا خیال بھی دل میں نہیں آنا چاہئے کیونکہ یہ ایک انتظامی معاملہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ چاہیں منتخب کر لیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب بات لکھی ہے کہ جو چیز بخشی ہو وہ حضور ﷺ کے طفیل بخشے تو اس سے وفات شدہ آدمی کو اور زیادہ قرب نبی ﷺ حاصل ہوتا ہے اس سے اسے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔

اصلاح حال:

ارشاد فرمایا، تصوف وسلوک کا مقصد یہ نہیں ہے کہ مقدمات اور دوسری دنیاوی فتوحات ملا کریں گی۔ بلکہ اس کا نچوڑ یہ ہے کہ اصلاح ہو جائے گی۔ تصوف وسلوک سے اصلاح کی تڑپ پیدا ہوتی ہے اور انسان پوری کوشش کرتا

ہے کہ میری اصلاح ہو جائے۔ اصلاح کی تڑپ پیدا ہونا بڑی خوش قسمتی کی بات ہے۔ حقیقت میں کامیاب وہی ہے جو اپنے نفس کا تزکیہ کر لیتا ہے اور موت سے پہلے پہلے اپنا حساب خود کر لیتا ہے۔ ہر عمل کا محاسبہ کرتا ہے اور اصلاح کے لئے سرگرم رہتا ہے۔ ارشاد فرمایا، جو کیفیات کا طالب ہوتا ہے وہ طالب مولیٰ نہیں ہوا کرتا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جیسے بچوں کو گیند دے دیا جاتا ہے کہ وہ کھیلیں اس طرح بعض سالکین کو کشف دے دیا جاتا ہے کہ وہ اسی میں مگن رہیں۔ ان چیزوں کی تمنا نہیں کرنی چاہئے بلکہ تمنا تو صرف اور صرف اصلاح کی ہونی چاہئے۔

ذکر میں فنائیت:

ارشاد فرمایا، فنائیت کے مقام پر سالک کو ہر چیز ذکر کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ ہوا، درخت، پتے وغیرہ حتیٰ کہ جسم کے اعضا بھی ذکر کرتے ہوئے سنائی دیتے ہیں۔ ایک دفعہ خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو کشف سمعی حاصل ہوا کہ ہر چیز ذکر کرتی ہوئی سنائی دیتی تھی۔ حتیٰ کہ مٹی کا ڈھیلہ استعمال کرنا مشکل ہو گیا۔ کشف تو ہندوؤں کو بھی مل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتے بس یوں سمجھ لیں کہ انہیں ہڈی دے دی جاتی ہے کہ اسے چوستے رہیں۔ اس ضمن میں ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا، ہم انجینئرنگ یونیورسٹی کے فائنل ائیر میں تھے ایک طالب علم نے آ کر بتایا کہ راستے میں ایک شخص نے کھڑے ہو کر لوگوں کے دلوں کی باتیں بتانا شروع کر دی۔ اس طالب علم نے بھی ایک پیچیدہ بات سوچی اس نے وہ بھی بتا دی۔ اس کے بعد اس نے اپنی دکان کے کارڈ تقسیم کئے اور چلا گیا۔ تاکہ لوگ آئیں اور وہ ان سے دولت بٹور

سکے۔

مکتوبات شریفہ کے متعلق تحقیق:

ارشاد فرمایا، مصنف کی تحقیق کے بغیر ایسے ہی کتاب نہ خریدیں اور نہ پڑھیں۔ مکتوبات مجددیہ مدینہ کمپنی نے بھی چھاپے ہیں اس میں بدعات کو بھی غلط طریقہ سے صحیح ثابت کیا گیا ہے۔ کسی اندھے کے کہنے سے اندھیرا روشنی نہیں بن سکتا۔ اندھیرا ہر صورت اندھیرا ہی رہتا ہے۔ جتنا مرضی اسے روشنی ثابت کرنے کی کوشش کرو وہ اندھیرا روشنی نہیں بنے گا۔

ہمارے بزرگوں نے ادارہ مجددیہ کے ذریعے مکتوبات شریفہ کو چھاپا ہے جو بہترین ہیں۔ ارشاد فرمایا، حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق حضرت پیر غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ان کی نسبت کامل تھی ان کے جو مریدین حضرت پیر غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع فرماتے انہیں آپ وہیں سے آگے سبق دے دیتے جس پر وہ ہوتے تھے دوسرں کو شروع سے ایک دو سبق دیتے تھے۔ ارشاد فرمایا، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں عمدۃ الفقہ اور زبدۃ الفقہ اتنی آسان ہیں کہ شاید ہی اتنی آسان اردو زبان میں کوئی اور کتاب مل سکے۔ جس کسی نے بھی پڑھی اسے بہت پسند آئی۔ اور ویسے بھی کتابوں کے مطالعے کے معاملے میں احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ فقہ کی کتابیں پڑھیں تا کہ عمل کی توفیق ملتی رہے۔ صاحب نسبت آدمی کی کتابیں پڑھنے سے ذوق عمل اور اخلاص بڑھتا ہے۔ ورنہ خالی باتیں ہی باتیں ہوا کرتی ہیں۔

تفسیر مودودی:

ارشاد فرمایا، سوالات ضرور پوچھا کریں اس سے دوسروں پر بھی باتیں

واضح ہو جاتی ہیں لیکن مناسب موقع پر پوچھنا چاہیے۔ حسن سوال آدھا علم ہے سوال کے ذریعے دلوں کے اشکالات دور ہوتے ہیں۔ سوالات کے جوابات عمل کی نیت سے سننے چاہئیں۔ کسی شخص نے مودودی صاحب کے بارے میں سوال پوچھا۔ حضرت جی نے ارشاد فرمایا کہ ان میں ایک گھمنڈ تھا کہ بڑے بڑے ائمہ اور صحابہؓ کے اقوال لکھ کر انکار کر دیتے تھے کہ میرا اس معاملے میں ان سے اتفاق نہیں ہے۔ ہمارا کیا منہ ہے کہ ہم صحابہ کرامؓ کی خامیاں لکھتے پھریں۔ اور ان کے خلاف بات کریں۔ مودودی صاحب نے اچھی تفسیر لکھی ہے لیکن بعض جگہ پر تفسیر بالرائے لکھی ہے۔ حدیث میں تفسیر بالرائے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ مودودی صاحب تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال کو بچوں کی طرح ٹھکرا دیتے ہیں۔ کہاں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ، سمجھ اور علم اور کہاں مودودی صاحب کی آراء۔ صحابہ کرامؓ باہم جنگ بھی کریں تو بھی شہید ہیں ان کے باہمی نزاع میں بھی رضائے الٰہی ہوتی تھی۔

؎ صحابہؓ باہم جنگ بھی کریں تو وہ سعید ہیں
ادھر کے بھی شہید ہیں ادھر کے بھی شہید ہیں

اس طرح صحابہؓ پر تنقید کرنے اور کیڑے نکالنے کی کھلی چھٹی دے دی جائے تو پھر کس کی عزت سلامت رہے گی۔ مطالعہ کتب اور لٹریچر کے ضمن میں فرمایا، اگر ہزار گولی میں سے ایک گولی زہر والی ہو تو ڈر کے مارے ایک بھی نہیں کھاتے۔ تو ایمان کے بارے میں یہ خیال کیوں نہیں رکھتے کہ ایسی چیزوں کا مطالعہ نہ کریں جس میں کچی پکی سب باتیں جمع کر دی گئی ہوں۔

واقعہ اتباعِ سنت:

ارشاد فرمایا، سب سے بڑی کرامت تو توجہ سے کسی کے دل کو جاری کرنا

ہے۔ اور باقی تو چھوٹی چیزیں ہیں۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی دس سال رہا اور کہا آپ سے کوئی کرامت نہیں دیکھی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کیا تو نے کوئی خلاف سنت عمل دیکھا ہے۔ کہنے لگا نہیں۔ فرمایا، یہی سب سے بڑی کرامت ہے۔ کیونکہ اتباع سنت کا مقابلہ کوئی کرامت نہیں کر سکتی۔ شریعت وسنت پر عمل کرلیں یہی سب سے بڑی کرامت ہے۔ ارشاد فرمایا، حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت امیر معاویہؓ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ افضل ہیں۔ فرمایا حضور ﷺ کے ساتھ جہاد میں حضرت امیر معاویہؓ کے گھوڑے کے ناک میں جو میل لگی تھی وہ بھی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ سے بہتر ہے۔ کیونکہ انہیں نسبت صحابیت حاصل تھی۔

روحانیت کو کاروبار نہ بنائیں:

ارشاد فرمایا، عملیات والی لائن پر آدمی بالکل نہ جائے۔ اس لائن میں لوگ برباد ہو جاتے ہیں اور پھر دوبارہ صحیح لائن پر آنا بہت ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لئے روحانیت کو کاروبار ہرگز نہ بنانا چاہئے۔ اس سے دنیاوی فائدے حاصل نہیں کرنے چاہئیں۔ ورنہ آدمی دنیا ہی کا ہو کر رہ جاتا ہے۔ بعض دکاندار قسم کے پیر یہ پٹی پڑھاتے رہتے ہیں کہ ہمارے فلاں بزرگ سے فیض پہنچتا رہتا ہے۔ ہمیں مت دیکھو ہمارے بزرگوں کو دیکھو ان کی مثال اسی طرح ہے" پدرم سلطان بود (میرا باپ بادشاہ تھا) ارشاد فرمایا، یہ سراسر گمراہی کی باتیں ہیں۔ خانقاہوں سے بوریاں بھر بھر کر روپوں کی لے جاتے ہیں اور کہتے رہتے ہیں تہاڈی پنج ویلے دی ساڈی ہر ویلے دی (تم پانچ دفعہ نماز پڑھتے ہو جب کہ

ہماری ہر وقت نماز ہی نماز ہے) نبی ﷺ نے تو نہیں فرمایا کہ ''میری ہر وقت نماز ہے۔ ایسی ایسی باتوں سے یہ لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

مطالعہ ضروری ہے:

ارشاد فرمایا مطالعہ میں ہمارے لوگ کمزور ہوتے ہیں۔ کتابوں سے کچھ نہ کچھ پڑھتے رہنا چاہئے جس میں مسائل ہوں۔ علم اور مطالعہ باعمل عالم کے مشورے سے کیا جائے تو بہت فائدہ دیتا ہے۔ اگر مشورہ نہ ہو تو بھٹکنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ بے علم نتواں خدا را شناخت (بے علم خدا کو نہیں پہچان سکتا)۔

الزامی جواب:

ارشاد فرمایا، ایک الزامی جواب ہوتا ہے یعنی الٹی بات کر دی، ایک تحقیقی جواب ہوتا ہے۔ تحقیقی جواب سے سوالی کی تسلی زیادہ ہوتی ہے۔ مگر بعض شرارتی لوگوں کو الزامی جواب بھی مجبوراً دینا پڑتا ہے۔ جب مقتدی امام کی خدمت نہیں کرتے تو وہ لوگوں کو قریب کرنے کے لئے مختلف بدعات کرواتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک آدمی سے پوچھا کہ کیا نبی ﷺ کوئی نیکی کئے بغیر چلے گئے ہیں۔ کہنے لگا نہیں۔ فرمایا اگر گیارہویں کا رسی ختم بھی نیکی ہوتی تو حضور ﷺ ضرور کروایا کرتے۔ بدعات کیڑے کی طرح چھوٹی شکل میں پیدا ہوتی ہیں اور پھر بڑھتی رہتی ہیں۔

اسلام کا گرانا:

ارشاد فرمایا، مفہوم حدیث ہے جس نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کو گرانے میں مدد کی۔ بدعت بظاہر معمولی سی چیز ہوتی ہے جو دین میں نئی نکالی جاتی

ہے پھر لوگ اسے دین سمجھ کر کرنے لگ جاتے ہیں مثلاً ایک قوم تھی جو دستر خوان پر خلال رکھتے تھے اب عورتوں کے لئے انہیں سنبھالنا مشکل ہو گیا تو انہوں نے پکا سرکنڈا رکھنا شروع کر دیا دوسروں نے اسے ذرا بڑا کر دیا تا کہ پکڑنے میں آسانی ہو۔ بعض نے سوچا کہ کتے اور بلی کے مارنے کے کام بھی آ سکتا ہے اس لئے بڑا ڈنڈا رکھنا چاہئے۔ شروع میں کیا تھا پھر بڑھتے بڑھتے کیا سے کیا ہو گیا۔ بدعات بھی اسی طرح بڑھتی رہتی ہیں۔ بہت سے دیہاتوں میں لوگوں نے صلوٰۃ و سلام کو اذان کا حصہ سمجھنا شروع کر دیا ہے۔ ایک دفعہ دیہات میں ایک آدمی سے پوچھا کہ تو نے بغیر صلوٰۃ وسلام کے کیسے اذان کہہ دی۔ کہنے لگا سپیکر جو نہیں تھا۔ اب سوچیں کیا سپیکر کی خاطر صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں۔

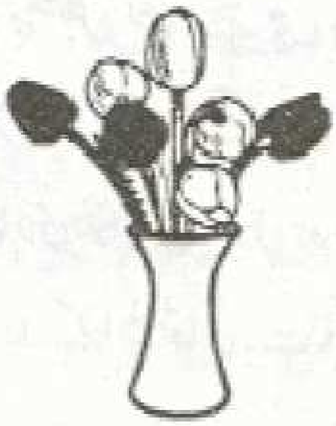

مجلس 3

بدعت کی نحوستیں

توبہ کا طریقہ:

ارشاد فرمایا، توبہ کا اصل طریقہ یہ ہے کہ انسان دل سے نادم ہو، قبولیت توبہ کی علامت یہ ہے کہ دوبارہ وہ اس گناہ سے بچ جائے، حلال وحرام واضح ہے۔ جس میں شبہ پڑ جائے اس سے پرہیز کرے مشتبہ چیز سے بچنا تقویٰ کہلاتا ہے۔ ارشاد فرمایا، لوگ حضرت علیؓ کو مشکل کشا کہتے ہیں حالانکہ وہ خود اللہ کو پکارتے تھے۔ ہندو پیپل کے آگے کھڑے ہو کر مانگتے ہیں۔ اس طرح عیسائی پانی میں پیسے پھینکتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہماری خواہش پوری ہو جاتی ہے۔ اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ سے منتیں مانو اور بغیر شرائط کے اللہ تعالیٰ سے مانگو۔

منتوں کی حقیقت:

ایک واقعہ ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی کے لڑکا نہیں ہوتا تھا۔ مرزائی نے کہا منت مانو تو لڑکا ہوگا۔ لڑکا تو ان کی قسمت میں ہوتا ہی تھا۔ جب لڑکا ہو گیا تو وہ آدمی مرزائی ہو گیا۔ یہ گمراہی نہیں تو اور کیا ہے۔ انسان اگر بہت ساری منتیں

مان لے تو کوئی نہ کوئی تو پوری ہوتی ہے۔ اگر منت نہ بھی مانے تو کوئی نہ کوئی کام تو ہو ہی جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ پر یقین کی بجائے منتوں پر پختہ یقین کر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر یقین ڈھیلا پڑتا جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا، بندہ مر جائے، سولی پر چڑھ جائے لیکن عقیدے میں فرق نہ آنے دے۔ عقیدہ سب سے زیادہ اہم اور ضروری ہے۔ عمل میں کوتاہی معاف ہو سکتی ہے مگر عقیدہ کا فرق اعمال کا بیڑہ غرق کر دیتا ہے۔ ایک پیر سے کسی نے پوچھا میری گائے کیا دے گی؟ اس نے کہا بچھیا نہ دے گی تو بچھڑا۔ فرمایا دونوں میں سے کوئی ایک تو ہوتا ہی ہے۔ جاہل پیر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اگر دن میں 90 آدمیوں کو بھی بتائے کہ لڑکا ہوگا تو 10 کے بھی اگر لڑکا ہو گیا یا کام ہو گیا تو ان کی خانقاہ کا کاروبار چل پڑے گا۔ کچھ کے تو اللہ کی قدرت سے لڑکا ہوتا ہی ہوتا ہے۔ اس میں پیر کا کیا کمال ہے۔

موسیقی اور زنا:

ارشاد فرمایا، مفہوم حدیث ہے میں مزامیر کو توڑنے کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ فرمایا، موسیقی کانوں کا زنا ہے۔ اب کوئی قرآن کو موسیقی پر پڑھنا شروع کر دے اور یہ سمجھے کہ قرآن پڑھ رہا ہوں تو یہ طریقہ بھی صحیح نہیں ہے۔ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تمام سنتیں دنیا سے اٹھ نہ جائیں گی اور بدعات سے دنیا بھر نہ جائے گی۔ بدعات آہستہ آہستہ بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ ہمارے اسلاف بدعت کا بہت رد فرماتے تھے۔

بدعت کی ترویج:

ارشاد فرمایا، حضور ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے ایک مرد اساف نامی اور ایک عورت نائلہ نامی تھی۔ انہیں بدکاری کے لئے اور کوئی جگہ نہ ملی تو بیت

اللہ میں چلے گئے۔ گناہ کا ارتکاب کرتے ہی رات کو یہ دونوں بت بن گئے۔ صبح کے وقت لوگوں نے دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ تو فلاں فلاں ہیں۔ پھر سوچا کہ ان کو سزا ملنی چاہئے۔ اہل مکہ نے سوچا کہ ایک کو صفا پر رکھ دیں دوسرے کو مروہ پر رکھ دیں۔ حاجی لوگ صفا پر جائیں تو ایک کو جوتے ماریں مروہ پر جا کر دوسرے کو جوتے ماریں۔ تا کہ قیامت تک دونوں کو عبرتناک سزا ملتی رہے۔ حالانکہ یہ سعی کے عمل میں اضافہ کر رہے تھے۔ انہیں جوتے مارے جاتے رہے پھر ایک جوتا پھر ایک چپت مارنے لگے آخر مارنے سے رک گئے۔ بعد میں آنے والے لوگ سمجھنے لگے کہ یہ تو اپنے وقت کے اولیاء اللہ اور متبرک لوگ تھے۔ بس یہ بدعت بھی اسی طرح پہنچتی ہے اور پھر بڑھتے بڑھتے کچھ کی کچھ ہو جاتی ہے۔

سنت پر عمل اور آزمائش:

ارشاد فرمایا، خاص طور پر مال کی محبت ایسی ہے کہ انسان کو اپنی طرف مائل کر لیتی ہے۔ اتنا تو فارغ وقت ہونا چاہئے بلکہ نکالنا چاہئے کہ فرائض و واجبات تو پورے کر سکیں۔ اس کے بعد انشاء اللہ سنت سے بھی محبت پیدا ہو جائے گی۔ نیکی اور سنت پر عمل کرنے سے بعض اوقات آزمائش بھی ہوتی ہے۔ جب کوئی نوجوان داڑھی رکھتا ہے تو کوئی مولوی کہہ رہا ہے کوئی ملاں کہہ رہا ہے تو اس سے دل برداشتہ نہ ہو۔ فرمایا، عام طور پر کئی نوجوان داڑھی رکھنی چاہتے ہیں مگر دوست اور گھر کی عورتیں مخالفت کرتے ہیں۔

مشائخ کی توجہات:

ارشاد فرمایا، حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کھانا کیسا کھانا چاہئے۔ فرمایا اچھا کھا اور کام بھی اچھے کر۔ ایک آدمی حضرت خواجہ دوست محمد

قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا جو پورا بکرا اور سب روٹیوں کا کھا جاتا تھا مگر عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتا تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خادم سے فرمایا سے دو روٹیاں اور دو بوٹیاں دے دو ان سے یہ بھی نہ کھایا گیا۔ یہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا تصرف تھا اور وہ شخص آپ کا مرید ہو گیا۔ یہ مشائخ کی توجہات ہوتی ہیں کہ انسان کا مزاج بدل دیتی ہیں۔

9 نمازوں کی اہمیت:

ارشاد فرمایا، عام لوگوں کے لئے پانچ نمازیں اور سالکین کے لئے نو نمازیں ضروری ہیں تا کہ نفل نمازوں کے لئے ذریعے فرض نمازوں کی کمی کوتاہی دور ہوتی رہے۔ نماز میں انسان کو زیادہ پریشانی خیالات سے ہوتی ہے۔ خاص طور پر برے خیالات سے پریشانی اٹھانی پڑتی ہے۔ خیالات کا آنا برا نہیں ہے بلکہ ان کا لانا یا دل میں جمانا اور ان سے لذت لینا برا ہے۔ خیالات کو جام نہیں ہونے دینا چاہئے جیسے ٹریفک کا سپاہی ہے کہ اگر ٹریفک کو جام کرتا ہے تو اس کی پیٹی اتار دی جائے گی۔ اسی طرح خیالات ذہن میں آئیں تو انہیں نکال دینا چاہئے خیالات تو آتے جاتے رہتے ہیں۔ خیالات کا بہترین علاج ہے کہ انہیں (ignore) نظر انداز کر دیں۔ ارشاد فرمایا، سورج نکلنے کے بعد پہلے پہر میں اشراق پڑھ سکتے ہیں اور دوسرے وقت میں چاشت۔ دونوں کو اکٹھا کر کے بھی پڑھ سکتے ہیں اگر دفتر وغیرہ جانے کی مجبوری ہو کہ چاشت کی نماز علیحدہ پڑھنی مشکل ہو گی تو بامر مجبوری اس طرح کر سکتے ہیں۔

دو رکعت نفل میں کئی نیتیں:

ارشاد فرمایا، افضل تہجد تو یہ ہے کہ دو نیندوں کے درمیان پڑھے۔ عشاء کے

ساتھ بھی پڑھ سکتے ہیں سب کا اجر مختلف ملے گا۔ دو رکعت نفل پڑھتے ہوئے دوسری نیتیں بھی ساتھ کر سکتے ہیں۔ نیت اصلاح، نیت توبہ، نیت حاجت، نیت شکر، 15 نیتیں بھی کر سکتے ہیں۔ مغرب کے دو نفلوں میں اوابین کی نیت کرے چار اور پڑھ لے تو اوابین کی نماز بھی ساتھ پوری ہو جائے گی۔ اسی دوران مجلس میں کسی نے سوال کر دیا کہ کوکا کولا میں الکحل ہے یا نہیں؟ ارشاد فرمایا، بعض علماء کی کوکا کولا کے بارے میں ایک سپیشل میٹنگ ہوئی جس میں اس شعبہ کے سپیشل آدمی بھی موجود تھے۔ لیکن کوئی واضح نہ بتا سکا کہ اس میں الکحل ہے۔ اپنے متعلق فرمایا کہ کوکا کولا کے بارے میں احتیاط کرتا ہوں۔

احتیاط ضروری ہے:

ارشاد فرمایا، کئی کئی گھنٹے حضرت سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے سوالات پوچھے ہیں۔ الحمدللہ فقیر نے 11-10 سال ایک فقیہ کی خدمت کی ہے۔ ارشاد فرمایا، کہ دین کے بارے میں کبھی بھی خود سے رائے مجلس کے سامنے نہیں دینی چاہیئے۔ اس میں احتیاط ضروری ہے۔ دین میں رائے دینا بڑی جرأت ہے۔ قرآن وحدیث کوئی پہیلی کا قاعدہ نہیں ہے کہ جو چاہے اپنی رائے بیان کرتا پھرے۔ اس بات کا خیال رکھا کریں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیں کہیں قیامت والے دن اس کی پوچھ نہ ہو جائے کہ قرآن وسنت میں اپنی رائے کو کیوں داخل کیا۔ آج کل اس میں بہت بے احتیاطی کی جاتی ہے اکثر لوگ بغیر علم کے ہی دین میں رائے زنی کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں۔ یہ بے وقوفی کی علامت ہے۔ جہاں فتویٰ کے معاملات آ جاتے ہیں تو وہاں خاموشی اختیار کریں۔ کیونکہ یہ معاملات بڑے نازک ہوتے ہیں۔ جب کوئی مسئلہ بتاتا ہے تو وہ اپنے اوپر

ذمہ داری لے رہا ہوتا ہے اور بے علمی کی وجہ سے کوئی ذمہ داری سر لیں گے تو خود بخود عذاب کو دعوت دینے والی بات ہے اس لئے دین میں احتیاط ضروری ہے۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کتنے محتاط تھے:

ارشاد فرمایا، اگر کسی حلال وحرام میں شک ہو تو خود احتیاط کرے اگر کوئی پوچھے تو بتا دے ویسے از خود اپنی آراء نہ بتاتا پھرے، فائدے میں رہے گا اور آخرت کی بازپرس سے بچ جائے گا۔ اپنی ذات کے لئے جس قدر ہو سکے احتیاط کرے۔ ایک آدمی حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا کہ میری بکری چوری ہو گئی ہے۔ حضرت امام صاحب کی احتیاط کا عالم یہ تھا کہ 17 سال بکری کا گوشت کھانا چھوڑ دیا کہ کہیں یہ اس چوری شدہ بکری کا گوشت نہ ہو۔ تقویٰ اختیار کرنے کے لئے ضروری ہے کہ حلال وحرام کے معاملے میں زیادہ سے زیادہ احتیاط کی جائے۔

خاموشی سونے کی طرح قیمتی ہے:

ارشاد فرمایا، ضروری مصروفیات تو ہونی چاہئیں لیکن غیر ضروری کاموں میں پڑ کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ بولنا چاندی کی طرح قیمتی ہے تو خاموش رہنا سونے کی طرح قیمتی ہے۔ خاموش رہنا بڑا کام ہے۔ حدیث مبارکہ ہے جو خاموش رہا سلامت رہا جو سلامت رہا وہ نجات پا گیا۔ اپنی اصلاح کی خاطر اپنے آپ کو تو مورد الزام ٹھہرائے مگر دوسروں کو کبھی بھی الزام نہ دے۔ ایک نارمل بندہ 5-6 گھنٹے نیند کرے تو کافی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ والے تین گھنٹے سوتے ہیں تو نیند کیسے پوری ہو جاتی ہے تو یہ اللہ کے نام کی برکت سے ہے۔

ارشاد فرمایا، جس کسی کے ذمہ زکوۃ ہو اس کے صدقات نافلہ قبول نہیں ہوتے۔ جس طرح اگر فرائض رہتے ہوں تو نفل نہیں ہوتے اس لئے فرائض کی ترغیب دینا ضروری ہے۔ اپنی زندگی کے فرائض پہلے ادا کرنے چاہئیں نوافل بعد میں۔ کسی نے سوال پوچھا، تہجد کی کتنی رکعات ہیں؟ جواب دیا، تہجد کی نماز کی کم سے کم چار رکعت بھی ہیں اور زیادہ سے زیادہ رکعات اپنی ہمت کی بات ہے۔ جس کو چاہیں معمول بنالیں کسی نے پوچھا نیند اور سستی کا کیا علاج ہے؟ فرمایا، نیند اور سستی ایسی چیزیں ہیں کہ جنہیں چاہیں تو ہمت کر کے کم کر لیں چاہیں تو زیادہ کرتے چلے جائیں بار بار دعائیں مانگنے سے بھی کام آسان ہو جاتا ہے۔

ممنوعہ اوقات:

ارشاد فرمایا، تین اوقات ایسے ہیں جب انسان نماز نہیں پڑھ سکتا۔ جب سورج طلوع ہو رہا ہو اس قت 10 منٹ، جب سورج نصف النہار پر ہو اس وقت 10 منٹ اور غروب کے وقت 10 منٹ کوئی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ سوائے نماز عصر کے جو قضا ہو رہی ہو۔ مگر اتنی تاخیر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اس وقت سجدہ تلاوت ادا کر سکتے ہیں۔ حکمت یہ ہے کہ سورج کے پجاری اس وقت سورج کی پوجا کرتے ہیں اس لئے منع فرمایا گیا کہ ان سے مشابہت نہ ہو۔ کسی نے سوال پوچھا کہ بچوں کو فضولیات سے کیسے بچایا جا سکتا ہے؟ ارشاد فرمایا، بچپن لڑکپن کے زمانے میں بچے فرائض و واجبات پورے کرتے ہوں تو اگر وقت بچ جائے اور وہ سو جائیں تو سو لینے دینا چاہئے۔ کیونکہ سو کر انسان بہت سے فضول کاموں اور گناہوں سے بچا رہتا ہے۔ ایسی سختی جو شرع شریف سے متنفر کرے نہیں کرنی چاہئے۔ ارشاد فرمایا، عید کی تیاری کرنا اس صبح کو نوافل سے زیادہ عبادت کا

درجہ رکھتی ہے۔ یہ علم فقہ کے چھوٹے چھوٹے مسائل بڑے اجر کا مستحق بنا دیتے ہیں۔ اس لئے فقہ کا علم جاننا بہت ضروری ہے۔ جب ایک بندہ بار بار غلطی کرتا ہے تو وہ اس کا عادی ہو جاتا ہے۔ اس پر اسے ڈانٹ ڈپٹ اور سختی ہونی چاہئے۔ کیونکہ صغیرہ گناہ بار بار کرنے سے کبیرہ گناہ بن جاتا ہے۔ لَا تَحْقِرَنَّ صَغِیْرَۃً اِنَّ الْجِبَالَ مِنَ الْحَصٰی (چھوٹی چیز کو چھوٹا نہ سمجھو۔ پہاڑ کنکریوں کے ملنے سے بنتے ہیں)

عیب کی نحوستیں:

ارشاد فرمایا، عام طور پر مرید لوگ پیر کو بدعتی بناتے ہیں اور جاہل پیر ان سے ڈرتا ہے کہ کچھ کہوں گا تو مریدی سے ٹوٹ جائیں گے۔ پیر کو چاہئے کہ مریدوں کو ضرور ٹوکتا رہے تاکہ اصلاح ہوتی رہے۔ گناہ تو زہر کی مانند ہے اس لئے صغیرہ گناہ سے بھی بچنا چاہیئے۔ ارشاد فرمایا، جو دوسروں کے عیوب پر نگاہ ڈالتا ہے تو وہ اپنے عیوب سے اندھا کر دیا جاتا ہے۔ کسی کی بات اس کی پیٹھ کے پیچھے اس طرح کرنا کہ اگر وہ سن لے تو اسے برا لگے یہ غیبت ہے۔ اجتماعی غیبت کرنا اور زیادہ برا ہے۔ کسی نے شہر بھر کی غیبت کر دی کہ یہ لوگ تو ایسے اور ایسے ہیں۔ کسی کے دھوکے سے کسی کو متنبہ کرنا یہ غیبت نہیں ہے۔ کسی کا تذکرہ تبصرہ کے طور پر کرنا غیبت ہے لیکن اصلاح کی نیت سے کرنا غیبت نہیں۔ اگر قوی امید ہو کہ اصلاح ہو جائے گی خواہ مخواہ کسی کو ذلیل کرنے کے لئے کسی کا تذکرہ نہیں کر سکتے۔ غیبت کافروں کی نہیں ہوتی۔ اگر کافروں کی بات کی جائے تو غیبت نہیں ہے۔ کفار کے ساتھ دلی دوستی نہیں ہونی چاہئے۔ چاہے وہ پڑوسی ہی کیوں نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے دلی دشمنی ہونی چاہئے۔ اگر پڑوسی کا حق ہے تو ادا کرنا

چاہئے۔

اصلاح کی نیت:

ارشاد فرمایا، اگر انسان ضد اور جہالت کی عینک اتار کر دیکھے تو اوہام کی حقیقت کھل جائے گی اور خالی گھڑے ہوئے خیالات سے نجات مل جائے گی۔ یہ بھی سوچیں کہ میرے دل میں سکون ہے یا نہیں اور اگر سکون نہیں ہے تو کہیں نہ کہیں کمی ضرور ہے۔ کسی مذہب کے بڑوں کو برا نہ کہو ورنہ وہ تمہارے بڑوں کو برا کہیں گے بہرحال اصلاح کی نیت ہونی چاہئے۔ اسی دوران ایک آدمی اپنے ساتھ ایک بنگالی لڑکے کو لایا اور کہا کہ ہندوستان سے آتے ہوئے اس کا بھائی بچھڑ گیا اور گم ہو گیا کچھ وظیفہ بتا دیجئے تاکہ کچھ پتہ چل سکے۔ آپ نے فرمایا، اسے بتائیے کہ ہر نماز کے بعد سورۃ والضحیٰ کو اکیس مرتبہ پڑھتا رہے انشاء اللہ گم شدہ لڑکا مل جائے گا۔

بدنظری سے بچیں:

ارشاد فرمایا، شہوت کی نظر سے کسی کو نہ دیکھے خواہ وہ عورت ہو، لڑکا ہو، خواہ کوئی ہو کسی پر نظر نہ پڑے۔ فرمایا، ہر نظر پہلی نظر کے بعد شہوت ہی کی نظر ہوتی ہے۔ پہلی نظر کے بعد ہر نظر جرم ہے۔ ارشاد فرمایا، ایک مرید نے اپنے شیخ کو لکھا کہ کیفیات ختم ہو گئیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ بدنظری ہو رہی ہے۔ پھر بار بار یہی لکھا کہ بدنظری ہو رہی ہے تو مرید نے اپنی زندگی کا بڑے غور سے جائزہ لیا اور خوب غور و فکر کیا تو بات سمجھ آئی کہ پڑوسی کی بیٹی 14-12 سال سے گھر میں آرہی ہے۔ جو چھوٹی عمر سے اب بڑی ہو گئی تھی۔ اب جب معاملہ سمجھ میں آیا تو اللہ تعالیٰ سے خوب معافی مانگی پھر کیفیات بھی لوٹ آئیں۔

ٹی وی کی تباہ کاریاں:

ارشاد فرمایا، زہر خواہ خوش ہو کر پئے یا مجبوراً پئے زہر تو اپنا اثر کرے گی۔ اسی طرح بدنظری ارادتاً کرے یا ہو جائے اثر ضرور کرے گی۔ ٹی وی کے بارے میں فرمایا کہ یہ تو ایک مشین ہے جس کی مثال چھری کی طرح ہے اس کا استعمال اچھا بھی ہے اور برا بھی ہے۔ آج کل تو ٹی وی برائی ہی پھیلا رہا ہے کوئی ایک بندہ دکھا دیں جو ٹی وی سے پرہیزگار بنا ہو۔ تہجد گزار بنا ہو۔ لوگ برائی میں جلدی مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ٹی وی کے برے اثرات جلدی قبول کرتے ہیں بے حیائی اور فحاشی کو فیشن کا حصہ سمجھا ہوا ہے۔ ٹی وی کے آگے بیٹھے ہیں کئی کئی گھنٹے گزر جاتے ہیں نماز قرآن کا ہوش ہی نہیں رہتا۔ بدنظری سے اپنا ایمان تباہ کر لیتے ہیں۔ یہ شہوت کی نظر بڑی بڑی تباہیاں کرتی ہے۔ اس لئے انتہائی ضروری ہے کہ آنکھوں کی ہر ممکن حفاظت کی جائے۔ نظر کو بھٹکنے سے بچایا جائے ذرا سی لذت کی خاطر ایمان کو داؤ پر نہ لگائیں۔ روایت ہے کہ ''جس کی آنکھ اس کے قبضے میں نہیں تو پھر اس کا دل بھی اس کے قبضے میں نہیں'' 100 سال کی بوسیدہ ہڈیاں بھی ہو جائیں پھر بھی عورت اور مرد کا تنہائی میں ملنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔ اس لئے نامحرم سے بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

مجلس 4

دل کے امراض

1991 میں ملتان ائیر پورٹ پر حضرت جی گاڑی میں تشریف فرما تھے۔ ساتھی بھی گاڑی میں ہی بیٹھے تھے، اس دوران آپ نے وقت کو قیمتی بنانے کے لئے دوستوں کے لئے نصیحت آموز ملفوظات ارشاد فرمائے جو پیش خدمت ہیں۔

عبرتناک واقعہ:

شیطان کی چال یہ ہے کہ ابتدا میں چھوٹے گناہ میں پھنساتا ہے پھر بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، بنی اسرائیل میں ایک راہب تھا بڑا عبادت گزار تھا۔ شیطان نے بہت دفعہ اسے ورغلانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ آخر کار اسے عورت کے فتنے میں مبتلا کر کے آزمائش میں ڈال دیا۔ حدیث کا مفہوم ہے "عورت شیطان کا وہ تیر ہے جو کبھی خطا نہیں جاتا" واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک دفعہ دو بھائیوں نے جہاد پہ جانے کا ارادہ کیا وہ اپنی بہن کو کسی آدمی کے پاس چھوڑنا چاہتے تھے انہوں نے

راہب سے درخواست کی کہ ہم بہن کو آپ کے پاس چھوڑ نا چاہتے ہیں لیکن اس راہب نے انکار کر دیا۔ پھر انہوں نے اصرار کیا تو وہ راہب اپنے ساتھ والے مکان میں اس لڑکی کو رکھنے پر راضی ہو گیا۔ شیطان پہلے بالکل معمولی سی برائی میں پھنساتا ہے۔ جو بظاہر برائی بھی محسوس نہیں ہوتی۔ لیکن اس کے اثرات بہت دیر بعد ظاہر ہوتے ہیں۔ راہب شیطان کی اس چال کو نہ سمجھ سکا اور اس کے جال میں آ گیا۔ راہب کھانا دروازے کے باہر رکھ دیتا وہ لڑکی اٹھا لیتی۔ کچھ دن گزرے شیطان نے راہب کے دل میں بات ڈالی کہ اس طرح کسی کو پتہ چل جائے گا کھانا دروازے کے اندر رکھا کرو۔ چنانچہ اندر کی طرف کھانا رکھ دیتا۔ دروازے کے پاس کھڑا ہو کر اس لڑکی کو چند نصائح کرتا رہتا اور وہ اس پر عمل بھی کرتی اور کچھ نیک عمل شروع کر دیئے۔ پھر شیطان نے ایک اور پٹی پڑھائی کہ مکان کی چھت پر جا کر نصیحت کی باتیں سمجھانی چاہئیں۔ دونوں اپنے اپنے مکان کی چھت پر کھڑے رہیں گے اور نصیحت کا پروگرام چلتا رہے گا۔ کچھ دن اس طرح ہوا پھر جب راہب کھانا دینے جاتا تو لڑکی دروازے پر کھانا لینے آ جاتی گویا اب وہ راہب کا احترام کرنے لگی تھی۔ پھر دروازے میں کھڑے کھڑے نصیحت کی باتیں ہوتی رہتیں۔ چند دن گزرے تو دروازے سے اندر نصیحت ہونے لگ گئی۔ پھر ایک دن وہ لڑکی بیمار ہو گئی تو راہب اس کی تیمارداری میں لگ گیا۔ اس تیمارداری میں شیطان نے ایسا کاری وار کیا کہ گناہ میں مبتلا کر دیا۔ ایک دن چارپائی فالتو نہ تھی ایک ہی چارپائی تھی۔ دونوں ایک ہی جگہ بیٹھ گئے اور گناہ میں ملوث ہو گئے۔ کچھ عرصہ گزرا تو وہ لڑکی حاملہ ہو گئی۔ حمل کی مدت پوری ہوئی بچہ ہوا تو راہب کو ڈر محسوس ہوا کہ اس کے بھائیوں کو پتہ چلے گا تو میرا تو بندوبست کر دیں گے۔ شیطان نے نئی راہ دکھائی کہ بچے کو قتل کر دیا جائے۔

بچے کے قتل پر لڑکی نے شور مچایا تو راہب نے اس لڑکی کا بھی کام تمام کر دیا۔ پھر دونوں کو دفن کر دیا۔ بھائی جہاد سے واپس آئے تو انہیں بتایا کہ بیمار ہوئی مر گئی، بیچاری بڑی نیک تھی۔ اب شیطان نے بھائیوں کے دل میں شبہ ڈال دیا کہ راہب نے لڑکی کو مار دیا ہے۔ شبہے کی تصدیق کے لئے انہوں نے تفتیش کی اور سراغ مل گیا، قبر کو کھدوایا تو بات یقینی ثابت ہو گئی۔ بھائیوں نے راہب پر مقدمہ کر دیا۔ مقدمہ چلنے کے بعد پھانسی کی سزا ہوئی۔ جب تختہ دار کے پاس لے گئے تو شیطان پھر آیا اور کہا کہ کلمہ کفر کہہ دو میں تمہیں چھڑا دوں گا۔ راہب نے جان بچانے کے لئے سوچا کہ ابھی اس کی بات مان لیتا ہوں بچ گیا تو پھر کلمہ پڑھ لوں گا۔ جونہی اس نے شیطان کی اطاعت کی ادھر سے جلاد نے تختہ کھینچ دیا۔ ساری زندگی عبادت و پرہیزگاری سے بسر کرنے والا شخص بھی شیطان کے چنگل میں پھنس کر کافر ہو کر مر گیا۔ اللہ تعالیٰ سے خاتمہ بالخیر کی دعا مانگنی چاہئے اور یہ دعا کرنی چاہئے کہ ایمان کی سلامتی کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہو جائیں۔ ابتدا میں شیطان نے معمولی سے گناہ میں پھنسایا جو بظاہر گناہ بھی محسوس نہیں ہوتا تھا اور پھر عبادت گزار راہب کو ایمان سے بھی ہاتھ دھونا پڑے۔ اس طرح معمولی معمولی باتوں سے شیطان عورتوں سے تعلقات بنواتا ہے اور پھر بڑے گناہ کی طرف لے جاتا ہے۔ اس طرح دوسرے گناہوں کی بھی ابتدا پہلے بالکل چھوٹے گناہ سے کرواتا ہے جو بظاہر گناہ محسوس بھی نہیں ہوتا اس کے بعد بڑے بڑے گناہوں میں پھنسا دیتا ہے۔

تین چیزیں:

ارشاد فرمایا، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں عورتیں یہ تذکرہ کر رہی

تھیں کہ فلاں بزرگ 80 سال کے ہیں اب ان سے پردے کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میرے پاس ایک بزرگ 105 سال کی عمر کے آئے تھے۔ انہیں رات کو احتلام ہو گیا تھا یہ سن کر وہ خاموش ہو گئیں۔

ارشاد فرمایا، یہ تین چیزیں کبھی تھوڑی نہیں ہوتیں۔

1. آگ: ایک چراغ سارے گھر کو جلا سکتا ہے۔
2. دشمنی: تھوڑی سی دشمنی بھی بڑی ہوتی ہے دوسرے کے دل کا کیا علم ہوتا ہے۔
3. عشق مجازی۔

گپ شپ:

ارشاد فرمایا، گپ شپ بندے کے ایمان کا جنازہ نکال دیتی ہے۔ اس کو ناجنس کی صحبت کہتے ہیں۔ ناجنس کی صحبت حنظل یعنی تمے کی طرح زہر آلود اور کڑوی ہوتی ہے۔ ہمیشہ فضول اور لایعنی باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔ فضول باتوں سے اور نامحرم عورتوں سے بچنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر وقت وقوف قلبی رکھا جائے اور ذکر قلبی کیا جائے۔

فضول دوستی کرنا:

ارشاد فرمایا، جس کو برے اور فضول قسم کے دوست بنانے کی عادت ہو وہ کبھی نہ کبھی گمراہ ہو جائے گا اور جس کو ایسے دوستوں کا شوق اور عادت نہ ہو خواہ وہ کتنا ہی نالائق ہو سیدھی راہ پالے گا۔ مثلاً کسی کا قول ہے کہ ''سپاں دے پتر کدے متر نہ بن دے بھاویں چولیاں دودھ پلایئے'' سانپوں کے بچے کبھی

دوست نہیں بنتے خواہ انہیں اپنے چلو سے دودھ پلاتے رہیں۔ یعنی اچھے دوست اور اچھی صحبت کی مثال عطر کی سی ہے کہ پاس بیٹھو گے تو خوشبو آئے گی اور برے دوست اور بری صحبت کی مثال بھٹی کی سی ہے۔ اس کے پاس بیٹھنے سے دھواں ہی ملے گا۔ کپڑے بھی جلیں گے یعنی ہر طرح سے نقصان ہی نقصان ہے۔

دولت عورت کی کمزوری ہے:

ارشاد فرمایا، بری عورت پر کبھی اعتماد نہ کرے چاہے جتنی بوڑھی ہو جائے اور نفس پر بھی کبھی اعتماد نہ کرے خواہ کتنا ہی مزکی ہو جائے۔ عورت کی ہاں اور ناں پر اعتماد نہ کرے کیوں کہ اس کی ہاں اور ناں کو بدلتے دیر نہیں لگتی۔ دولت خاموش رہ کر عورت کے دل پر وہ اثر کر دیتی ہے کہ جو وعظ و نصیحت سے بھی نہیں ہوتا۔ عورت کی جو جتنی تعریف کرے گا وہ اسے پسند کرے گی۔ خواہ وہ گھر کا بھنگی ہی کیوں نہ ہو۔ عورت راز خود نہیں رکھ سکتی بلکہ حفاظت کے لئے دوسرے کے پاس رکھ دیتی ہے۔

حکیم لقمان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ شیر کا تیرے پیچھے بھاگنا اتنا خطرناک نہیں جتنا تیرا قدم عورت کے پیچھے اٹھنا۔ کیونکہ شیر اگر تیرے تک پہنچ گیا تو جسم کو ختم کرے گا۔ نامحرم عورت تیرے ایمان کو تباہ کر دے گی۔ جس کی وجہ سے آخرت میں تو خسارہ رہے گا دنیا میں بھی تو ذلیل ہو جائے گا۔

عشق مجازی کے علاج کا واقعہ:

ارشاد فرمایا، مفہوم حدیث ہے کہ جو نظر کی حفاظت کرتا ہے اسے عبادت میں حلاوت نصیب ہو جاتی ہے۔ اگر نظر کی حفاظت کریں تو تھوڑے مراقبہ سے بھی دل جاری ہو جائے گا۔ لیکن اگر بدنظری کریں تو کئی گھنٹے کا مراقبہ بھی ایک نظر

سے ضائع ہو جائے گا۔ بدنظری سے بچنا تصوف کی ابتدا ہے۔ عشق مجازی والے کا علاج یہ ہے کہ وہ کسی اللہ والے کے پاس جائے تو اسے تریاق مل جائے گا۔ عشق مجازی کے علاج کا ایک واقعہ بیان کیا کہ کسی کی محبوبہ کو جلاب دے کر اس سے گند نکال دیا گیا اور ایک ڈبے میں جمع کرتے رہے پھر عاشق کو دکھایا اور کہا کہ تیری محبوبہ سے یہی چیز الگ کی گئی ہے۔ یہ چیز اس کے اندر تھی تو وہ خوبصورت تھی تم اس پر عاشق تھے۔ اب کیوں اس کی طرف نہیں دیکھتے کیا اس کا حلیہ بگڑ نہیں گیا ہے۔ تمہاری محبوبہ میں سے سوائے بدبودار گند کے اور تو کوئی چیز نہیں الگ ہوئی اب کیوں نفرت کرتے ہو تم تو اسی گند کے عاشق تھے۔ فرمایا، سمجھنے والوں کے لئے یہی نصیحت کافی ہے۔

تصورِ شیخ:

ایک ساتھی نے تصور شیخ سے متعلق پوچھا تو ارشاد فرمایا، تصور شیخ مختلف طبائع کے لئے مختلف ہے۔ سب کے لئے نہیں ہے۔ جن پر محبت شیخ کا غلبہ ہوتا ہے۔ انہیں خود بخود ہر وقت خیال رہتا ہے وہ تصور میں ہی اپنے محبوب و شیخ سے باتیں کرتے ہیں اور صحبت کے لئے تڑپتے ہیں۔ ارشاد فرمایا، حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ جسم میں ایک لوتھڑا ہے اگر وہ خراب ہو جائے تو پورے اعضاء خراب ہو جاتے ہیں اور وہ درست ہو جائے تو پورا جسم درست ہو جاتا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ وہ دل ہے۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا وہ تو تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔

دل کے امراض:

ارشاد فرمایا، دل کے مریض ہمیشہ خطرناک ہوتے ہیں۔ خواہ جسمانی مریض

ہوں یا روحانی مریض ہوں۔ اس لئے ضروری ہے کہ دل کے امراض کا علاج کراویں۔ حسد بغض، کینہ، تکبر، عجب، بدگمانی، غیبت وغیرہ گناہوں سے کس کو انکار ہے مگر ان کی اصلاح کی فکر نہیں ہے۔ سوچتے ہیں خود بخود اصلاح ہو جائے گی۔ اگر فکر نہ کی تو قیامت تک خود بخود اصلاح نہیں ہوگی۔ دل کی مثال زمین کی طرح ہے کہ اگر قرآن وحدیث سے نہ سینچا جائے تو دل بنجر زمین کی طرح ہو جاتے ہیں۔ لمبا عرصہ دل سے غافل رہے تو یہ بگڑ جاتا ہے۔ بنتا ہے اہل اللہ کی صحبت سے اور قرآن وحدیث پر عمل کرنے کی برکت سے۔ اگر دل بن گیا تو سمجھیں انسان بن جائے گا۔ اگر دل بگڑ گیا تو جسم تندرست ہونے کے باوجود انسان بگڑ جائے گا اور بے سکونی کی زندگی بسر کرے گا۔

سویا ہوا دل:

ارشاد فرمایا، دل ایک ہے اور ایک ہی کے لئے ہے۔ یہ نہیں کہ دو دل ہوں ایک اللہ کو دے دیا جائے اور دوسرا نفس وشیطان کو دے دیا جائے۔ بلکہ دل ایک ہی ہے اور ایک اللہ ہی کے لئے ہے۔ ارشاد فرمایا، ایک آدمی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کی نصیحت کا دل پر اثر نہیں ہوتا۔ شاید دل سویا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا، ایسا دل سویا ہوا نہیں بلکہ ایسا دل جو نصیحت سے اثر لینے والا نہ ہو وہ دل مویا ہوا ہوتا ہے۔ کیونکہ سوئے ہوئے آدمی کو تو جھنجھوڑ کر اٹھا سکتے ہیں لیکن مردہ نہیں اٹھتا۔

دل مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرض کہن کا چارہ
دل بیدار پیدا کر کہ دل خوابیدہ ہے جب تک
نہ تیری ضرب ہے کاری نہ میری ضرب ہے کاری

مجذوب کی توجہ:

ارشاد فرمایا، حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بازار میں جا رہے تھے کہ ایک مجذوب نے پوچھا کہ انسان کہاں بستے ہیں؟ اس مجذوب کی توجہ ایسی تھی کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے جو ارد گرد نگاہ ڈالی تو کوئی سؤر نظر آیا، کوئی کتا اور کوئی درندہ نظر آیا۔ جس کی جیسی خواہشات نفس تھیں وہ اسی کی مثالی صورت میں دیکھا گیا۔ جب میری کیفیت ختم ہوئی تو وہ مجذوب جا چکا تھا۔ یہ واقعہ بیان فرما کے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ یہ کہا کرتے تھے ''مالک تو سب کا ایک ہے لیکن مالک کا کوئی ایک''۔ ہمیں دعا کرنی چاہئے

کوئی تجھ سے کچھ مانگتا ہے
الٰہی میں تجھ سے طلبگار تیرا
جو تو میرا تو سب کچھ میرا
فلک میرا زمیں میری
اگر ایک تو نہیں میرا
تو کوئی شے نہیں میری

اللہ تعالیٰ سے رابطہ:

ارشاد فرمایا، وہ نوجوان جو اللہ کی ضربیں لگاتے تھے وہ اب کہاں نظر آتے ہیں۔ مال، پیسے نے بندے کے دل کے لئے کلوروفارم کا کام کیا ہے۔ تلاوت، نماز، تسبیحات کئے ہوئے مدت گزر جاتی ہے اور انسان کو احساس ہی نہیں ہوتا کہ میرا رابطہ اتنے عرصے سے میرے پروردگار سے ٹوٹ گیا ہے۔ اس رابطہ کے جوڑنے کی فکر ہی نہیں ہوتی۔ مال و دولت کمانے کی فکر ہے بیوی بچوں کی فکر ہے،

خاندان کی فکر ہے، مگر فکر نہیں ہے تو پروردگار عالم سے رابطہ رکھنے کی فکر نہیں ہے۔ انسان اتنا اندھا ہو جاتا ہے کہ سب کو اہمیت دیتا ہے مگر جو سب سے اہم ہے اسی اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلقات خراب کئے پھرتا ہے۔ مگر صد افسوس یہ ہے کہ اسے ان تعلقات کی خرابی کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ سینکڑوں دفعہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے مگر دل اور ضمیر ایسے مر چکے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا احساس بھی دل سے مٹ چکا ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے ڈرتے ہی نہیں ہیں۔

؎ وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا